سوال

(196)افضل عیدین کی نماز مسجد میں ہے یا عید گاہ میں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شہر میں باوجود ایسی عیدگاہ تیار ہونے کے کہ سارے شہر کے نمازیوں کی اس میں بخوبی گنجائش ہے پھر بھی نماز عید بعض لوگ عید گاہ میں پڑھتے ہیں اور بعض مسجد میں ، پس ان میں افضل وبہتر کون سا طریقہ ہے ۔ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجرا لجزیل ۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وہوالموفق للصواب، شہر کے سب مسلمانوں کی نماز عیدین پڑھنا عید گاہ میں بہتر اور افضل ہے ، بشرطیکہ کوئی عذر شرعی مثل بارش وبرد شدید وضعف پیری وبیماری وغیرہ کے نہ رکھتے ہوں اوراس میں کئی خوبیاں مخصوص ایسی ہیں کہ کوئی ان میں سے اور جگہ نماز پڑھنے میں حاصل نہ ہوگی ، پہلے تو اتباع آنحضرت ﷺ اور پیروی خلفاء راشدین کی ، اس واسطے کہ آپ ہمیشہ مع صحابہ کرام باوجود گنجائش مسجد نبوی کے نماز عیدین عید گاہ میں ادا فرماتے تھے ، جیسا کہ احادیث صحاح سے ثابت ہے ، وکان[1] النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الفطر والاضحی الی المصلی ای الی الجبانۃ وھی الصحراء خارج المدینۃ ومسیر تھا من الحجرۃ الشریفۃ الف خطوۃ ۔ مگرایک مرتبہ آپ نے بوجہ بارش شدید کے نماز عید مسجد نبوی میں ادا فرمائی تھی ، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے ۔ انہ [2] اصابھم مطرفی یوم عید فصلی بھم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ العید فی المسجد رواہ ابوداؤدوابن ماجۃاور آپ کو جب رؤیت ہلال شوال کی خبر پہنچی تو آپ نے روزے افطار کرائے اور صبح کو عید گاہ جانے کا حکم فرمایا ، جیسا کہ ابوداداور نسائی میں مروی ہے ۔ فامرھم ان یفطروا واذا اصبحواان یغدواالی مصلاھم اور شرح السنۃ میں مرقوم ہے ۔ ان یخرج الامام لصلوۃ العید الی الجبانۃاور فرمایا ابن ہمام نے سنت یہ ہے کہ نکلے امام عید گاہ کی طرف اور کسی کو اپنا خلیفہ کرجائے تاکہ وہ ضعیفوں اور معذوروں کو شہر میں نماز پڑھائے ۔ وھکذا[3] فی الخلاصۃ والخانیۃ السنۃ ان یخرج الامام الی الجبانۃ یستخلف غیرہ لیصلی فی المصر بالضعفاء اوراسی طرح خروج الی الجبانہ کا مسنون ہونا کتب فقہ معتبرہ مثل درمختار وہدایہ وکنز وعالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے ۔ فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیھا ۔ اور ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ حکم خروج الی الجبانہ کا واسطے امام کے سوائے مسجد اقصے اور مسجد حرام کے ہے اس لیے کہ یہ دونوں مسجدیں یعنی بیت المقدس اور مکہ معظمہ کی عید گاہ سے افضل ہیں اور سوا ان کے عید گاہ مساجد دیگر سے افضل ہے ، حتی کہ مسجد نبوی سے بھی ، ورنہ آنحضرت ﷺ اپنی مسجد چھوڑ کے عید گاہ تشریف نہ لے جاتے ، بہر حال عید گاہ میں نماز پڑھنا سنت ٹھہرا اور تارک اس کا تارک سنت ہوا جیسا کہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں مرقوم ہے ۔ فلولم یتوجہ الیھا فقد ترک السنۃ اور تارک سنت بلا عذر شرعی ملعون اور محروم الشفاعت اور قابل ملامت وعتاب و مستحق عذاب و ضلالت ہے ، اس واسطے کہ آنحضرت ﷺ نے اس پر لعنت فرمائی ہے ، کما ورد فی الحدیث ستۃ لعنتھم و لعنھم اللہ و کل نبی یجاب یعنی چھ شخصوں پر لعنت کی میں نے اور اللہ نے اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے ، منجملہ ان کے چھٹا شخص آپ نے فرمایا ، والتارک لسنتی ، فرمایا ملا علی قاری نے اس کی شرح میں لکھا ہے ،تکاسلاعاص واستخفافا کافر یعنی جو کوئی ازراہ سستی کے سنت کو چھوڑے وہ گنہگار ہے اور جو مختصر سمجھ کر اس کو ترک کرے وہ کافر ہے ، عیاذا باللہ من ہذا الوعید ۔ وفی[4] الصبح الصادق شرح المنار انہ یستوجب لومافی الدنیا وحرمان الشفاعۃ فی العقبی لماروہ مرفوعا من ترک سنتی لم ینل شفاعتی وفی شرحہ فتح الغفار وتارکھا یستوجب اساءۃ ای التضلیل واللوم وفی غایۃ البیان السنۃ مافی فعلہ ثواب وترکہ عقاب وفی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ

قریب من الحرام یستحق حرمان الشفاعۃ وفی ردالمختار حاشیۃ درالمختار الاصح انہ یاثم بترک السنۃ المؤکدہ کالواجب ، حق تعالیٰ ہم سب کو طریق مسنونہ پر چلادے اور مواخذہ ترک سنت سے بچا دے۔

دوسرے کثرت جماعت کا ثواب بے حساب ہے اس واسطے کہ نماز جماعت کا ثواب اکیلے کی نماز سے پچیس حصے زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا صلوۃ الجمعۃ تفضل صلوۃ الفذ بخمس و عشرین درجۃ رواہ البخاری و مسلم اور بعض روایات میں ستائیس درجے آیا ہے بہر حال یہ ثواب جماعت کا اقل عدد جماعت س حاصل ہوتا ہے کہ وہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک سوائے امام کے تین شخص ہیں اور امام ابویوسف کے نزدیک دو شخص وار جس قدر اس پر زیادہ ہوں گے اسی حساب سے ثواب بھی بڑھتا جائے گا ظاہر ہے کہ جوگنجائش کثرت جماعت کی میدان عید گاہ میں ہوگی وہ کسی مسجد میں ممکن نہیں پس ثواب نماز عید گاہ کا بسبب زیادہ ہونے نمازیوں کے زیادہ ہوگا جیسا کہ تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک میں برروایت ابن عباس مروی ہے :

(ترجمہ) ''جماعت کی نماز کا ثواب اکیلے کی نماز سے پچیس گناہ زیادہ ہوتا ہے اور اگر آدمی زیادہ ہوں تو ان کی تعداد کے مطابق ثواب بڑھتا ہے کسی نے کہا اگر بالفرض دس ہزار نمازیں ہوں تو دس ہزار گنا ثواب ملے گا؟ انہوں نے کہا اگرچہ چالیس ہزار ہوں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پچیس گنا اجر سب سے کم درجہ جماعت پر ملتا ہے اور نمازیوں کے بڑھ جانے سے بڑھ جاتا ہے۔''

نظر برآن اگر سب مساجد شہر کی جماعتیں ٹوٹ کر عید گاہ جائیںتو کس قدر کثرت جماعت سے ثواب بے حساب اور اجر کثیر پائیں۔

تیسرے فی نفسہ عید گاہ میں نماز پڑھنے کا بہت ثواب ہے اس واسطے کہ موافق اس حدیث کے صلوۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلوۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام۔ مسجد نبوی کی ایک نماز کا ثواب سوائے نماز مسجد کعبہ کے اور مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل اور بڑھ کر ہے مثلاً دو رکعتیں عید کی مسجد نبوی میں پڑھی جائیں تو دو ہزار رکعت کا ثواب ملے گا پھر باایں ہمہ افضلیت وکثرت ثواب کے آنحضرت ﷺ مسجد نبوی کو چھوڑ کر عید گاہ میں نماز پڑھتے تھے تو بیشک یہاں ان دو رکعتوں کا ثواب دو ہزار رکعت سے بھی زیادہ ہوگا اور اجر کثیر ملے گا۔

چوتھے جو شخص محض اتباع سنت نبوی عید گاہ جائے گا یقینی وہ سو شہیدوں کا ثواب کہ حدیث شریف میں وارد ہے من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأیۃ شہید۔

پانچویں جو کوئی بھائی مسلمانوں کو عید گاہ کی طرف بلائے گا وہ برابر ان لوگوں کے ثواب پائے گا جو اس نیک کام میں اس کے تابع ہوئے ہیں چنانچہ مسلم میں حدیث وارد ہے۔ من دعا الی الھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا اور مضمون حدیث من دل علی خیر فلہ اجر مثل فاعلہ کا بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔

چھٹے جو کوئی واسطے نماز کے جس قدر دور سے چل کر آئے گا اتنا ہی ثواب زیادہ پائے گا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اعظم الناس اجرا فی الصلوۃ ابعدھم فابعدھم ممشی۔ یعنی بڑا لوگوں میں ازروئے ثواب کے نماز میں جو دور ان کا ہے پھر دور ان کا ہے چلنے میں یعنی جس کا گھر دور ہو مسجد سے بلکہ نماز کے واسطے جس قدر زیادہ چلنا ہوگا ہر ہر قدم پر ایک ایک درجہ ثواب کا بڑھتا جائے گا اور ایک ایک گناہ اس کا مٹتا جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے من یذھب الی المصلی لم یخط خطوۃ الا رفعہ اللہ بھا درجۃ وحط عنہ بھا خطیئۃ۔ پس ظاہر ہے کہ عید گاہ جو باہر آبادی سے ہوتی ہے لا محالہ بہ نسبت مساجد شہر کے دور ہوگی۔ پس ثواب اس کا بہ سبب زیادہ ہونے بعد مسافت اور قدموں کے بھی زیادہ ہوگا۔

ساتویں ایک جگہ شہر کے کنارے عید گاہ میں سب دیندار بھائی جمع ہو کر نماز پڑھیں گے تو کس قدر شوکت وشان و دینی اور ترقی و رونق اسلامی ظاہر ہوگی اور کیسا کچھ مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد باہمی ایک دوسرے کی ملاقات سے بڑھے گا اور اظہار فرحت و سرور ہوگا کہ یہ باعث ہے نزول انوار رحمت کا اور سبب ہے حصول خیر و برکت کا اور وسیلہ ہے قبول حاجات کا اور ذریعہ ہے اجابت دعوات کا کہ حق تعالیٰ اس روز اپنے بندوں کی طرف جو عید گاہ میں جاتے ہیں متوجہ ہوجاتا ہے کہ انہوں نے تمام ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہماری اطاعت کی آج کا دن ان کی مزدوری لینے کا ہے جو یہ مانگیں میں دوں گا اور ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔ حررہ العبد الآسی محمد المدعو لعبد العلی المدراسی تجاوز اللہ عن جمیع المعاصی۔

ما احسن ہذا التقریر المتضمن للخیر الکثیر فی الواقع عید گاہ میں نماز عیدین ادا کرنا سنت ہے اور ترک اس کا بلا عذر شرعی باعث ملامت ہے حق جل شانہ اہل اسلام کو توفیق اس سنت کے اجرا

کی دلوے اور مخالفت سنت سے محفوظ رکھے۔ حررہ الراجی عفوربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوزاللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ (ابوالحسنات محمد عبدالحی 1289)

حامداً و مصلیاً مسلمان دیندار پر واضح ہو کہ سنت رسول اللہ ﷺ یہی ہے کہ نماز عیدین باہر نکل کر عیدگاہ میں پڑھنی چاہیے۔ لقد[5] کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الایۃ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ الایۃ۔ اس لیے تعامل خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام وتابعین و مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی پر چلا آیا بنا بر اس کے تمامی فقہائے مقدمین و متاخرین لکھتے چلے آتے ہیں کہ باہر جا کر جبانہ یعنی عیدگاہ ہمیں نماز ادا کرنا سنت و شعائر اسلام سے ہے اگرچہ جامع مسجد گنجائش نماز کی رکھتی ہو۔ والخروج[6] الیھا ای الجبانۃ لصلوۃ العید سنۃ وان و سعھم المسجد الجامع الی اخرما فی تنویر الابصار والدر المختار والکنز والھدایہ۔ وغیرھا من التون والشروح والفتاوی۔ واللہ اعلم الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین عفی عنہ (سید محمد نذیر حسین 1281)

---

[1] آنحضرت ﷺ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن عیدگاہ کی طرف نکلتے، مدینہ سے باہر جاتے اور وہ حجرہ شریفہ سے ایک ہزار قدم کا فاصلہ رکھتی تھی۔

[2] ایک دفعہ عید کے دن بارش ہوگئی تو نبی ﷺ نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

[3] خلاصہ اور خانیہ میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام عیدگاہ کی طرف باہر نکلے اور پیچھے کسی آدمی کو مقرر کردے جو کمزور اور معذور لوگوں کو نماز پڑھائے۔

[4] صبح صادق شرح المنار میں ہے کہ اس سے دنیا میں ملامت اور آخرت میں شفاعت سے محرومی نصیب ہوگی کیونکہ مرفوع حدیث میں ہے کہ جس نے میری سنت چھوڑ دی اسے میری شفاعت سے حصہ نہ ملے گا شرح غفار میں ہے سنت کا تارک سزا اور ملامت کا مستحق ہے غایۃ البیان میں ہے سنت وہ جس کے کرنے میں ثواب ہے اور چھوڑنے پر عتاب ہے۔ تلویح میں ہے سنت مؤکدہ کا چھوڑنا حرام کے قریب ہے اس سے شفاعت سے محرومی نصیب ہوتی ہے۔ ردالمختار میں ہے صحیح یہ ہے ک ہسنت مؤکدہ کے چھوڑنے سے آدمی ایسا ہی گنہگار ہوتا ہے جیسا کہ واجب کے چھوڑنے سے۔

[5] تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ الایہ اور جس نے رسول کی پیروی کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

[6] عید کی نماز کے لیے عیدگاہ کی طرف باہر نکلنا سنت ہے اگرچہ جامع مسجد میں تمام لوگ سما سکتے ہوں۔ تنویر الابصار ردالمختار۔ کنز۔ ہدایہ وغیرہ۔ متون و شروح اور فتاوی میں ایسا ہی ہے۔

[فتاوی نذیریہ]

جلد01ص623

محدث فتویٰ